Al-Marjān Research Journal
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# Corporal Punishment for Children in Educational Institutions: Islamic Perspective, Principles, and Practical Guidelines

# تعلیمی اداروں میں بچوں کو سزا شرعی حیثیت، اصول اور عملی حدود


## Authors Details

**1. Khubaib Usmani (Corresponding Author)**

Junior Commissioned Officer, Religious Teacher, Army Education Corps, Pakistan.

muhmmadsaad756@gmail.com

**2. Mahmood ul Hasan**

Lecturer, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.



## Citation

Usmani, Khubaib and Mahmood ul Hasan " Corporal Punishment for Children in Educational Institutions: Islamic Perspective, Principles, and Practical Guidelines."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 382− 397.

## Submission Timeline

**Received:** Sep 18, 2024
**Revised:** Oct 08, 2024
**Accepted:** Oct 29, 2024
**Published Online:** Nov 11, 2024

Article QR



## Publication, Copyright & Licensing

**Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

# Corporal Punishment for Children in Educational Institutions: Islamic Perspective, Principles, and Practical Guidelines

# تعلیمی اداروں میں بچوں کو سزا شرعی حیثیت، اصول اور عملی حدود

*خبیب عثمانی * محمود الحسن

**Abstract**

This study investigates the permissibility and limitations of corporal punishment for children in educational institutions from an Islamic perspective. The researcher explores Qur'ānic verses, Prophetic traditions (Ḥadīth), and Islamic jurisprudence (Fiqh) to determine a balanced approach to educating children. Corporal punishment, often considered an effective disciplinary measure, is allowed in Islam under strict conditions. The Prophet Muḥammad (PBUH) never physically punished his students, as evidenced by Ḥadīth narrated by Ḥaḍrat Anas (RA). However, he allowed parents to lightly discipline children aged ten and above for neglecting Ṣalāh (prayer). This shows that physical punishment is not a primary principle but a last resort when all other methods, such as kindness, discussion, motivation, and advice, have failed. The study emphasizes that punishment must remain within the boundaries of Shariah, which permits only light physical punishment as a corrective measure. Excessive or unnecessary punishment can lead to negative psychological and behavioral outcomes. Teachers and parents should focus on fostering love, respect, and understanding while using punishment sparingly and responsibly. The findings aim to provide practical recommendations for implementing balanced disciplinary practices that align with Islamic teachings while respecting the rights and dignity of children.

**Keywords:** Corporal punishment, education, Islamic jurisprudence, child psychology, discipline.

## تعارف موضوع

آج کے تعلیمی اداروں میں بچوں کو سزا دینے کا مسئلہ ایک اہم موضوع ہے جو مختلف پہلوؤں سے بحث طلب ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ مدارس، سکولز، اور کالجز میں اساتذہ بچوں کو نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے مختلف سزائیں دیتے ہیں۔ بعض مواقع پر اساتذہ کی مار کے فضائل بھی بیان کیے

* جونیئر کمیشنڈ آفیسر، مذہبی معلم، آرمی ایجوکیشن کور، پاکستان۔

* لیکچرار، شعبۂ اسلامیات، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔

جاتے ہیں جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ استاد کی مار جہنم کی آگ سے بچاتی ہے۔اس موضوع پر تحقیق کا مقصد قرآن و سنت کی روشنی میں سزا کی شرعی حیثیت اور اس کے حدود و قیود کو واضح کرنا ہے۔بچوں کی تعلیم و تربیت نہایت اہم اور نیکی کا کام ہے لیکن شریعت نے اس کے لیے حدود اور اصول وضع کیے ہیں تاکہ کوئی عمل اصلاح کے بجائے فساد کا باعث نہ بنے۔بچوں کی تربیت میں نرمی اور سختی دونوں ضروری ہیں، لیکن اعتدال کی راہ اپنانا لازم ہے۔سزا صرف اس وقت دی جائے جب دیگر تمام طریقے ناکام ہو جائیں اور وہ بھی شریعت کے متعین کردہ اصولوں کے مطابق۔

## مبحث اول: بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرمی اور نفسیاتی پہلوؤں کا لحاظ

### أ. بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرمی

بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرمی اور محبت کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔بے جا مار پیٹ سے بچے ضدی ہو جاتے ہیں اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں پھر ان پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا اور زیادہ مارنا سختی کرنا تعلیم و تربیت کے لیے مفید بھی نہیں بلکہ اس کے مندرجہ ذیل نقصانات سامنے آسکتے ہیں۔

* اس سے بچے کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔
* مار کے ڈر سے بچے پڑھا لکھا بھول جاتے ہیں۔
* پٹتے پٹتے مار کھانے کے عادی ہو جاتے ہیں اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔
* پھر مار سے ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اس کے مقابلے میں نرمی اور محبت اور بسا اوقات حوصلہ افزائی کے لیے انعام دینے کا طریقہ زیادہ سود مند ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی تربیت بہت نرمی اور محبت سے فرمائی اپنے خدام سے بھی اپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سختی سے پیش نہیں ائے اس لیے قلم کان نرمی اور شفقت کے ساتھ بچوں کی تربیت کرنی چاہیے۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے:

**عن انس بن مالك ، قال: " خدمت رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر سنين، والله ما قال لي افا قط، ولا قال لي لشيء، لم فعلت كذا، وهلا فعلت كذا "** [1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"میں نے (تقریباً) دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اللہ کی قسم! آپ مجھ سے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی کسی چیز لے لیے مجھ سے یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں کیا؟ یا فلاں کام کیوں نہ کیا"

[1] Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī, *Ṣahīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH), 1: 2309.

ایک دوسری روایت میں حضرت انس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز تربیت بیان فرماتے ہیں کہ:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من أحسن الناس خلقاً، وارحبهم صدرًا، واوفرهم حنانًا، فقد ارسلنى يومّا لحاجة فخرجتُ، وقصدتُ صبيانًا، كانوا يلعبون فى السوق لألعب معهم، ولم أذهب الى ما امرنى به، فلما صرت اليهم شعرت بانسان يقف خلفى، وياخذ ثيابى، فالتفت فاذا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتبسّم ويقول: يا انيس، اذهبت الى حيث امرتک ؟" فارتكبت وقلت : نعم، انى ذاهب الآن يارسول الله،[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے، سب سے گرم جوشی کے ساتھ ملنے والے اور سب سے زیادہ مہربان تھے۔ آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں چلا گیا یہاں تک کہ میں بازار میں کھیلنے والے چند لڑکوں کے پاس سے گزرا تو میں کھیلنے میں مشغول ہو گیا (کیونکہ حضرت انس ابھی بچے تھے) جب تاخیر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تلاش میں نکلے کھیلتا ہوا پایا تو شفقت سے پیچھے سے ان کی گدی پکڑلی، حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے آپ نے فرمایا اے انس کیا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے کہا تھا میں نے کہا: جی میں ابھی جا رہا ہوں یا رسول اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہی ان کو ڈانٹا نہ ان پر غصہ کیا نہ ہی سزا دی بلکہ مسکرا کر شفقت اور محبت کے موتی لٹا دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بچوں کی تعلیم و تربیت کے معاملے میں ڈانٹ ڈپٹ اور برا بھلا کہنے کے بجائے انہیں پیار، محبت اور حکمت سے سمجھاتے تھے، جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بن حکم اسلمی بیان کرتے ہیں:

عن معاوية بن الحكم السلمي، قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعطس رجل من القوم، فقلت: يرحمك الله، فرماني القوم بابصارهم، فقلت: واثكل امياه، ما شانكم تنظرون إلي؟ فجعلوا يضربون بايديهم على افخاذهم، فعرفت انهم يصمتوني، فقال عثمان: فلما رايتهم يسكتوني لكني سكت، قال: فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بابي وامي ما ضربني ولا كهرني ولا سبني، ثم قال:" إن هذه الصلاة لا يحل فيها شيء من كلام الناس هذا إنما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن"، او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قلت: يا رسول الله، إنا قوم حديث عهد بجاهلية، وقد جاءنا الله بالإسلام، ومنا رجال ياتون الكهان، قال:" فلا تاتهم"، قال: قلت: ومنا رجال يتطيرون، قال:" ذاك شيء يجدونه في صدورهم فلا يصدهم"، قلت: ومنا رجال يخطون، قال:" كان نبي من الانبياء يخط، فمن وافق خطه فذاك"، قال: قلت جارية لي كانت ترعى غنيمات قبل احد والجوانية: إذ اطلعت عليها اطلاعة

[2]Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1: 2310.

فإذا الذئب قد ذهب بشاة منها، وانا من بني آدم آسف كما ياسفون، لكني صككتها صكة، فعظم ذاك على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: افلا اعتقها؟ قال:" ائتني بها". قال: فجئته بها، فقال:" اين الله؟" قالت: في السماء، قال:" من انا؟" قالت: انت رسول الله، قال:" اعتقها فإنها مؤمنة".[3]

ترجمہ: معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، قوم میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے (حالت نماز میں) «یرحمک اللہ» کہا، اس پر لوگ مجھے گھورنے لگے، میں نے (اپنے دل میں) کہا: تمہاری مائیں تمہیں گم پائیں، تم لوگ مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟ اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے رانوں کو تھپتھپانا شروع کر دیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ مجھے خاموش رہنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا، میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو نہ تو آپ نے مجھے مارا، نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، صرف اتنا فرمایا: ”نماز میں اس طرح بات چیت درست نہیں، یہ تو بس تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہے“، یا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں (ابھی) نیا نیا مسلمان ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو (جاہلیت اور کفر سے نجات دے کر) دین اسلام سے مشرف فرمایا ہے، ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم ان کے پاس مت جاؤ“۔ میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ بد شگونی لیتے ہیں؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ان کے دلوں کا وہم ہے، یہ انہیں ان کے کاموں سے نہ روکے“۔ پھر میں نے کہا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیر (خط) کھینچتے ہیں؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نبیوں میں سے ایک نبی خط (لکیریں) کھینچا کرتے تھے، اب جس کسی کا خط ان کے خط کے موافق ہوا، وہ صحیح ہے“۔ میں نے کہا: میرے پاس ایک لونڈی ہے، جو احد اور جوانیہ کے پاس بکریاں چراتی تھی، ایک بار میں (اچانک) پہنچا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری کو لے کر چلا گیا ہے، میں بھی انسان ہوں، مجھے افسوس ہوا جیسے اور لوگوں کو افسوس ہوتا ہے تو میں نے اسے ایک زور کا طمانچہ رسید کر دیا تو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری، میں نے عرض کیا: کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لے کر آؤ“، میں اسے لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس لونڈی سے) پوچھا: ”اللہ کہاں ہے؟“، اس نے کہا: آسمان کے اوپر ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ”میں کون ہوں؟“، اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اسے آزاد کر دو یہ مؤمنہ ہے“۔

---

[3]Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1: 1199.

اسی طرح احادیث کے کتب میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچوں کو تربیت دینے کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ابْنَ أَبِي حَكَمٍ الْغِفَارِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي، عَنْ عَمِّ أَبِي رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا أَرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ، فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:" يَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟ قَالَ: آكُلُ، قَالَ: فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مِمَّا يَسْقُطُ فِي أَسْفَلِهَا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ"۔[4]

ترجمہ: حضرت رافع ابن عمر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا، تو انصار کے کھجور کے درختوں پر پتھر پھینکا کرتا تھا ایک دن انصار مجھے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا لڑکے تو کھجوروں کے درخت پر پتھر کیوں پھینکتا ہے میں نے عرض کیا کھجوریں کھاتا ہوں (یعنی کھجوریں کھانے کے لیے ان کے درختوں پر پتھر مارتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے پتھر نہ پھینکا کر بلکہ وہاں جو کھجوریں درخت کے نیچے گری پڑی ہوں ان کو کھالیا کر، پھر اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا اے اللہ تو اسے سیر فرما"

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی سنت کے ذریعے بات سمجھا دی اور سب سے پہلے اس کی وجہ پوچھی گئی، پھر نہایت شفقت کے ساتھ نصیحت فرمائی! دیکھیے بچے کی کھجوریں کھانے کی خواہش بھی پوری ہو گئی اور جو لوگوں کو تکلیف تھی کہ ان کے درختوں پر پتھر پڑتے ہیں جس سے اور کھجوریں بھی خراب ہوتی تھیں وہ بھی دور ہو گئی، اسی طرح سنن ابن ماجہ میں فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ:

"اکرموا اولادکم واحسنوا اوبهم" [5]

ترجمہ: "اپنی اولاد کے ساتھ نرمی برتو اور ان کی بہتر تربیت کیا کرو"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو اولاد کی بہتر تربیت کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور اس تربیت میں خاص طور پہ نرمی کے پہلو کو مد نظر رکھنے کی ترغیب دی ہے، اولاد کی تربیت اگر طرز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی تو انشاء اللہ اولاد کی دنیا کیساتھ ساتھ آخرت بھی سنورے گی۔

اگر کسی مصلحت کے پیش نظر سزا دینے کی ضرورت پیش بھی آئے تو تدریجاً سزا دی جائے مثلاً:

* ملامت کرنا۔

---

[4]Sulaymān ibn al-Ash'ath, al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Fikr, 1980), 2: 2622.

[5]Muḥammad ibn Yazīd, Abū ʿAbdullāh, al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1991), 3: 2425.

* ڈانٹنا (زبانی جھاڑ کرنا)۔
* کلام میں تھوڑی سختی اختیار کرنا۔
* ہاتھ سے ہلکی پھلکی سزا دینا۔

## ب. سزا دینے میں بچے کی نفسیات کا خیال

* ضرورت کے وقت سزا دینے میں بچوں کے مزاج کا خاص خیال رکھا جائے ہر ایک کو ایک ہی پیمانے میں ناپ کر نہ سزا دی جائے بلکہ:
* اگر بچہ پیار و محبت سے سمجھ جاتا ہے تو اس کو مارنے کی ضرورت ہی قطعا نہیں بلکہ پیار محبت سے ہی اسے سمجھایا جائے۔
* اور بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جو استاد کی ڈانٹ اور غصہ سے ہی اتنا اثر لیتے ہیں کہ وہ اس سے ہی اپنی غلطی کو دور کرتے ہیں یہاں تک کہ بچے استاد / ٹیچر کی ناراضگی کو ہی اپنے لیے بہت بڑی ناکامی سمجھتے ہیں تو ایسے بچوں کو ڈانٹ دینا ہی کافی ہے، اس کو سزا دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔
* اسی طرح کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں ان کو جب تک تھوڑی بہت سزا نہ دی جائے تو وہ سدھرتے نہیں، تو پھر ان کو ہلکی پھلکی سزا دی جا سکتی ہے کوشش یہ کی جائے کہ تھپڑ وغیرہ سے ہی مسئلہ سلجھا دیا جائے۔
* اور اگر یہ علم ہے کہ بچہ مار کھانے سے بھی اثر نہیں لے گا بلکہ ڈھیٹ ہے تو پھر نرم یا سخت سزا دینے کی چندہ ضرورت ہی نہیں کیونکہ بچہ اثر ہی نہیں لیتا، تو اس کی ذہنی تربیت آہستہ آہستہ کی جائے۔

یعنی بچے کی نفسیات کو سمجھ کر سزا دی جائے چاہے وہ ڈانٹ ڈپٹ، ناراضگی یا ہلکی پھلکی سزا کی صورت میں ہو، بچوں کی نفسیات کے مطابق معاملہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے:

جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

**عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ: أَحْسِبُهُ فَطِيمًا، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؟ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا، فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ، ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ، فَيُصَلِّي بِنَا۔** [6]

ترجمہ: انس (رض) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے، میرا ایک بھائی ابو عمیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچہ کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے یا اَبا عمیر ما فعل النغیر اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ اس بستر کو بچھانے

[6] Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1: 1200.

کا حکم دیتے جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہوتے، چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

حضرت ابو عمیر رضی اللہ تعالی عنہ بچے تھے اور انہوں نے طوطا قید کر رکھا تھا تو اس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ابو عمیر کو سزا دو، پرندوں کو قید کرنا جائز نہیں، پرندے کو آزاد کر دو، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذہن کے مطابق بات کی کہ: **"ابو عمیر آپ کے طوطے کا کیا حال ہے؟"** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نرمی کے ساتھ بچوں کی تربیت اسلام میں اولین چیز ہے۔

## مبحث ثانی: بچوں کی تربیت کے لیے سزا دینے کے شرعی احکام

بچوں کی تربیت کے لیے سزا دینے کے مراحل پر ماقبل تحقیق پیش کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بچے پر بے جا سختی نہ کی جائے ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے کام نہ لیا جائے، بلکہ ترغیب سے کام لیا جائے بچوں کے لیے ان کے مرغوبات رکھیں، سبق یاد کرنے پر، پابندی سے کلاس میں آنے پر، غیر حاضری نہ کرنے پر بچوں کو انعامات سے نوازیں اور حوصلہ افزائی کریں۔ اس کے باوجود اگر کسی طالب علم کو سزا دینا پڑ بھی جائے تو اس کی اصلاح کے لیے اس کے مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے استاد صرف کھلے ہاتھ سے ہلکی پٹائی کر سکتا ہے، بلکہ ہاتھ سے بھی زیادہ سے زیادہ تین ضربات لگائے، چہرہ پر ہرگز نہ مارے، جسم کے دیگر نازک حصوں پر نہ مارے، جن کی مزید تفصیل تحقیق کے ساتھ آرہی ہے۔

### أ. تنبیہ کی غرض سے ڈانٹنا

بچوں کو تنبیہ کی غرض سے یا ادب سکھانے کے لیے ڈانٹ ڈپٹ کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

**"مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين،"** [7]

ترجمہ: "جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس پر (یعنی نماز نہ پڑھنے پر) سزا دو"

اسی طرح حدیث مبارکہ میں اتا ہے کہ:

**" علقوا السوط حيث يراه اهل البيت فإنه لهم ادب".** [8]

ترجمہ: "ایسی جگہ پر کوڑا لٹکاؤ، جہاں سے گھر والے افراد کو نظر آسکے، کیونکہ یہ ان کے لیے باادب ہونے کا سبب ہے۔"

کیونکہ اس سے بچوں کو کچھ نہ کچھ تادیب ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنے عمل سے بھی ثابت ہے کہ وہ بچوں کو قران وحدیث کا علم سیکھنے کے لیے پابند رکھا کرتے تھے۔

---

[7] Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 2: 497.

[8] Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 10: 344-345.

"قيد ابن عباس ، عكرمة على تعليم القرآن والسنن والفرائض" [9]

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما، حضرت عکرمہ کو قرآن و حدیث اور فرائض سیکھنے کے لیے پابند کر کے رکھا کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ تعالی نے بھی قران مجید میں ارشاد فرمایا:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" [10]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"

اس آیت مبارکہ میں بھی اپنے اہل خانہ کی اصلاح اور تربیت اولاد کی طرف اشارہ ہے۔

لہذا اس سے معلوم ہوا کہ والدین اور اساتذہ کرام کے لیے بچوں کو تعلیم کی خاطر اور تنبیہ کی غرض سے مناسب سزا دینا جائز ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں:

"مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين،" [11]

ترجمہ: "جب تمہاری اولاد سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ 10 سال کے ہو جائیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر انہیں سزا دو"

" أن النبي عليه الصلاة والسلام قال لمرداس المعلم رضي الله عنه: إياك أن تضرب فوق الثلاث، فإنك إذا ضربت فوق الثلاث اقتص الله منك." [12]

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت مرداس المعلم (جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے) ان کو فرمایا تھا تم تین سے زیادہ ضربیں لگانے سے احتراز کرو اگر تم نے تین سے زیادہ مارا تو اللہ تم سے قصاص لے گا (قیامت کے دن)"

محدثین نے اس حدیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ نماز کے علاوہ میں عصا، لاٹھی وغیرہ سے سزا دینے کی اجازت نہیں ہے ہاں نماز کے لیے عصا سے سزا دے اور وہ بھی تین سے زیادہ نہ مارے ورنہ جنایت میں شمار ہو گا۔

---

[9] Al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 3: 2422.

[10] Al-Tahrīm, 66: 6.

[11] Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 2: 2546.

[12] Muḥammad ibn Maḥmūd Ḥusayn, Istirwashnī, *Aḥkām al-Ṣighār* (Karachi: Maktabah Ḥikmat, 1985), 2: 185.

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :"لَأَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَن يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ". [13]

ترجمہ: "جو شخص اپنی اولاد کو تنبیح کرے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے"

ایک طویل حدیث میں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو کچھ باتوں کی نصیحت کی تھی اس میں فرمایا تھا:

"لا تشرك بالله شيئا، وإن عذبت وحرقت أطع والديك، وإن أخرجاك من مالك، ومن كل شيء هو لك،... أنفق من طولك على أهلك، ولا ترفع عنهم عصاك، أخفهم في الله." [14]

ترجمہ: "یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تم جلا دیے جاؤ یا سولی چڑھا دیے جاؤ اور اپنے والدین کے فرمانبرداری کرتے رہنا اگرچہ وہ تیرا مال سارے کا سارا خرچ کر دیں۔ اور اپنی استعداد کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے رہنا اور ان پر سے وہ ف لاٹھی کو نہ ہٹانا اور ان کو اللہ سے ڈراتے رہنا"

یعنی اس بات سے غافل نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کچھ بھی کرتے رہیں، بلکہ تنبیہ کی غرض سے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور مناسب سزا دینا جائز ہے۔

**ب. سزا کی مقدار کے حوالے سے شرعی تفصیلات**

بچے کو اتنی سزا دی جائے جو تحمل سے زائد نہ ہو بلکہ ہلکی پھلکی سزا ہی دی جائے وہ بھی اگر ضرورت ہو، بے جا درندہ بنے رہنا اور وحشت پن کا مظاہرہ کرنا شریعت اس کی نا کسی استاد کو اجازت دیتی ہے اور نہ ہی والدین کو۔ کیونکہ دین متین نے زندگی کے تمام معاملات حل کرنے، تعلقات استوار کرنے میں اعتدال کا راستہ دکھایا ہے یعنی بچوں کو سمجھانے کا پہلا طریقہ تو پیار و محبت ہے اگر ضرورت پڑے تو کبھی کبھار حدود شرعیہ کے تحت مارنا بھی ضروری اور جائز ہے، دین اسلام کے طریقے کے مطابق اعتدال میں رہ کر بچے پر تھوڑی بہت سختی لازم ہے، نہ کرنے کی صورت میں آگے چل کر اس کے برے نتائج سامنے آتے ہیں جو سخت نقصان دہ ہیں۔ اگر دوسرے پہلو کے اعتبار سے دیکھا جائے تو والدین بچوں پر دنیاوی امور کے سلسلے میں تو بے جا سختی کرتے رہتے ہیں جبکہ دینی امور کے سلسلے میں غفلت برتتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وقت آنے پر خود ہی عمل پیرا ہو جائیں گے یہ غلط روش ہے، اللہ کے احکامات کی طرف بچوں کو شروع سے مائل رکھنا بھی ضروری امر ہے دینی احکام میں ہمیں اس کی رہنمائی ملتی ہے۔

---

[13] Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, *Musnad Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Beirut: Dār al-Fikr, 1995), 5: 344.

[14] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Abū ʿĪsā, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1997), 4: 1591.

سزا کی مقدار کے حوالے سے شرعی حدود و قیود کی تحقیق مندرجہ زیل ہے:

* تین ضربات سے زیادہ نہ مارا جائے
* چہرے پر نہ مارا جائے
* اتنا نہ مارا جائے کہ بچہ زخمی ہو جائے
* تحمل سے زائد سزا نہ دی جائے
* لکڑی وغیرہ سے بے جا نہ مارا جائے
* غصے کی حالت میں بچے پر تشدد نہ کیا جائے
* جسم کے نازک حصوں پر نہ مارا جائے
* بچے کو اولیاء کی اجازت سے بضرورت تعلیم ہلکی مار مارنا چاہیے۔

## ت. نماز نہ پڑھنے پر بچوں کو سزا دینے کی حدیث: محدثین اور فقہاء کی آراء کا تجزیہ

پچھلے صفحات میں جو حدیث گزری ہے جس میں بچوں کو نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کی غرض سے مارنے کا حکم ہے اس کے ضمن میں محدثین اور فقہاء نے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

امام طرسوسی کہتے ہیں کہ:

"بان یکون بغیر آلة جارحة وبان لایزید علی ثلث ضربات "[15]

امام شرنبلالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قال: والنقل فی کتاب الصلاة یضرب الصغیر بالید لا بالخشبة و لایزید علی ثلث ضربات ، وفیه ایضاً: وان وجب ضرب ابن عشر علیها بید لا بخشبة[16]

ترجمہ: "کتاب الصلاۃ میں یہ بھی ہے کہ چھوٹے بچوں کو ہاتھ سے مارے لکڑی سے نہ مارے اور تین سے زیادہ نہ مارے اور اسی کتاب میں ہے کہ اگر 10 سال کے بچے کو مارنا پڑ ہی جائے تو ہاتھ سے مارے لکڑی سے نہ مارے"

---

[15] ʿAllāmah Muḥammad Amīn ibn ʿĀbidīn, Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001), 5: 274.

[16] ʿAllāmah Muḥammad Amīn ibn ʿĀbidīn, Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001), 6: 430.

اسی طرح وہ حدیث مبارکہ جس میں تین ضربات کا حکم ہے وہ سزا کے شرعی حدود پر واضح نص ہے اور اس کی روشنی میں محدثین اور فقہاء نے سزا کے حدود کو تفصیلا بیان کیا ہے کہ:

"ضرب المعلم الصبی ضربا فاحشا فانه یعزر ویضمنه لومات" [17]

ترجمہ: "اگر استاد نے بچے کو بہت سخت مارا تو اس پر استاد کو تعزیر اسزا دی جائے گی وہ اس کا ضامن ہو گا"

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ:

"لیس له ان یضربها فی التادیب ضربا فاحشا وهو الذی یکسر العظم اویحرق الجلد او یسوّده" [18]

ترجمہ: "استاد کے لیے یہ جائز نہیں کہ شاگرد کو ادب دلانے کے لیے سخت مار مارے، سخت مارنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ہڈی ٹوٹ جائے، کھال اکھڑ جائے یا کھال سیاہ ہو جائے"

بچے کو بلا قصور نہ مارا جائے اگر کسی استاد نے بلا قصور بچے کو مارا تو یہی استاد سزا پانے کے قابل ہے، فتاوی شامی میں ہے کہ:

" اذا ضربها بغیر حق وجب علیه التعزیروان لم یکن فاحشا" [19]

ترجمہ: "اگر کوئی بغیر قصور کے بچے کو مارے تو اس استاد کو تعزیر اسزا دی جائے گی اگر چہ اس نے سخت سزا نہ بھی دی ہو"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث منقول ہے کہ:

"اذا ضرب احدکم فلیتق الوجه" [20]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی کسی کو مارے تو اسے چاہیے کہ چہرے پر نہ مارے"

الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ میں ہے کہ:

استاد مندرجہ ذیل حدود و قیود کے تحت بچوں کو سزا دے سکتا ہے:

ان یکون الضرب معتادا للتعلیم ، کما و کیفا ومحلا ۔

---

[17] Muḥammad ʿAlā' al-Dīn ibn al-Shaykh ʿAlī al-Ḥanafī, al-Ḥusqafī, *al-Durr al-Mukhtār ma'a al-Shāmī* (Beirut: Dār al-Fikr, 2002), 6: 131.

[18] ʿAllāmah Muḥammad Amīn ibn ʿĀbidīn, Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001), 4: 79.

[19] ʿAllāmah Muḥammad Amīn ibn ʿĀbidīn, Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001), 4: 79.

[20] Al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 2: 1079.

ترجمہ: "تعلیم وتربیت کے لیے سزا میں مقدار تعداد اور محل سزا کے حوالے سے اعتدال کو مد نظر رکھیں۔"

**ویکون ضربه بالید لا بالعصا ، ولیس له ان یجوز الثلاث۔**

ترجمہ: "اور ہاتھ سے سزا دے،عصا سے سزا نہ دے اور تین سے زیادہ مارنا جائز نہیں ہے"

**ان یکون الضرب باذن الولی ، ونقل عن بعض الشافعیة قولهم: الاجماع الفعلی مطرد بجواز ذالک بدون اذن الولی ۔**

ترجمہ:"اور یہ سزا ولی کی اجازت کے بغیر استاد نہیں دے سکتا اور بعض شوافع سے یہ ثابت ہے کہ اجماع اس پر وارد ہو چکا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر سزا دینا جائز ہے۔"

**ان یکون الصبی یعقل التادیب ، فلیس للمعلم ضرب من لا یعقل التادیب من الصبیان، قال الاثرم: سئل احمد عن ضرب المعلم الصبیان ،قال: علی قدر ذنوبهم، ویتوقی بجهده الضرب واذا کان صغیرا لایعقل فلایضربه"**

ترجمہ: "بچے کو سزا دیتے وقت یہ بھی مد نظر رکھا جائے کہ بچہ اس قابل ہو کہ وہ اس مار سے تربیت حاصل کرے گا، امام الاثرم کہتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبل سے "معلم کا بچوں کو سزا دینے کی حدود" کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ بچے کی غلطی کی بقدر مارا جائے اور بہت زیادہ مارنے سے احتراز کرے اور اگر بچہ چھوٹا ہو تو اس کو بالکل بھی نہ سزا دی جائے۔"[21]

اسی کے ضمن میں یہ بات بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں، درسگاہوں میں بہت سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ بچوں کو سخت سزائیں دینا یا اتنی سزا دینا جو تین ضربات سے زیادہ ہو اس کی ہر گز شریعت اجازت نہیں دیتی جیسا کہ مندرجہ بالا میں مکمل شرح وبسط کے ساتھ تحقیقی جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔

## مبحث ثالث: بچوں کو سزا، حدیث کی تنقیح، شرائط اور اثرات

### أ. مشہور حدیث کی تنقیح

یہ مشہور حدیث جو پیش کی جاتی ہے کہ: "جہاں استاد کی قمچی لگتی ہے وہاں جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے"

باوجود تلاش وبسیار کے بڑے بڑے محدثین اس حدیث کو ثابت نہیں کر سکے، آخر کار سب نے یہی کہا ہے کہ ہمیں یہ حدیث کسی بھی صحیح، ضعیف یا موضوع روایات کی کتابوں میں نہیں ملی۔ لہذا اس حدیث کا سہارا لے کر بچوں کو سزا دینا یا بچوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا کرنا بالکل درست نہیں ہے۔

---

[21]Dr. Muṣṭafā al-Zarqā', *al-Mawsūʿah al-Fiqhīyah* (Kuwait: Dār al-Salām, 1994), 13: 277.

### ب. بچوں کو سزا دینے کے حوالے سے چند ضروری شرائط

اسلام دین فطرت ہے اس میں ہر چیز کا طریقہ کار اور شرائط و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں بچوں کو تادیب کے لیے سزا دینے کی بھی شرائط و ضوابط بیان کی گئی ہیں کیونکہ جتنی حد شریعت نے مقرر کی ہے اتنی سزا دینا بھی شریعت کا حکم اور تربیت کے لیے ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل دیگر شرائط کو بھی مد نظر رکھنا والدین اور اساتذہ کے لیے بھی ضروری ہے وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

* والدین یا اساتذہ کا بچے کو سخت مار مارنا جائز نہیں، اس پر والدین یا استاد کی پکڑ ہو گی۔
* ادارہ کے انتظامیہ پر واجب ہے کہ وہ اساتذہ کو خلاف شرع مارنے سے منع کرے۔
* اگر بچہ بالغ ہے تو خلاف شرح سزا دینے پر والدین اور استاد اس سے معذرت کریں اور معافی مانگیں
* منہ پر مارنا جائز نہیں اور اگر استاد کے بہیمانہ پٹائی سے بچہ تعلیم سے یا خاص طور پر تعلیم قرآن سے بھاگ گیا تو اس کا وبال استاد پر ہو گا۔
* سزا میں زیادتی کی صورت میں سزا دینے والا ظالم شمار ہو گا اور اس کا یہ فعل ظلم شمار ہو گا۔
* سزا سے مقصود تنبیہ اور تربیت ہو غصہ یا انتقام کے جذبہ کی تسکین نہ ہو۔
* غصہ کی حالت میں نہ مارا جائے بلکہ جب غصہ اتر جائے تو مصنوعی غصہ کرتے ہوئے سزا دی جائے۔
* بچے کی طبیعت اس کی متحمل ہو بچے کو اسکی برداشت سے زیادہ نہ مارا جائے۔
* سر یا چہرے پر یا ایسی سزا جس سے ہڈی ٹوٹ جائے، زخم ہو جائے، جلد پھٹ جائے یا جسم پر سیاہ داغ بن جائیں یا دل پر اس کا اثر ہو یہ ہرگز جائز نہیں۔
* ایک وقت میں تین سے زیادہ ضربات نہ مارے اور نہ ہی ایک جگہ پر تینوں ضربات مارے بلکہ متفرق جگہوں پر مارے۔
* ہاتھ سے سزا دے، لاٹھی، کوڑا، ڈنڈا وغیرہ نہ مارے اگر بچہ بالغ ہو تو بقدر ضرورت لکڑی سے بھی مارا جا سکتا ہے بشرط کہ سزا برداشت سے زیادہ نہ ہو۔
* بچہ تادیب کے قابل ہو اتنا چھوٹا بچہ نہ ہو جو تادیب کے قبل ہی نہ ہو اس کو مارنا جائز نہیں۔

### ت. بے جا سزا کے منفی اثرات

والدین اور معلم میں حلم الطبع اور عفو و درگزر جیسی صفات کا ہونا از حد ضروری ہے۔ اگر بچوں کی کسی غلطی پر معلم کو غصہ آ جائے تو وہ درگزر کرنے کے بجائے مار پیٹ اور غصے سے طلباء کو اور بھی متنفر کر دیتا ہے، حالانکہ اس مسئلہ کا صحیح حل ایسی تادیبی کاروائی کرنا ہے جو تعمیری ہو بے جا ڈانٹ ڈپٹ اور ہر وقت کی مار پیٹ بچوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے مار پیٹ سے بچوں پر مرتب ہونے والے منفی اثرات میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

* ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ اور غصہ نہ صرف بچوں کی ذہنی اور جسمانی نشوونما پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ والدین اساتذہ اور بچوں کے درمیان دوری کا سبب بنتا ہے، وہ کسی کو بھی اپنی بات سمجھانے سے قاصر رہتے ہیں۔
* بچے اپنے والدین اور اساتذہ کا عکس ہوتے ہیں اگر والدین بے جا رعب جماتے رہیں گے تو بچوں کی عادت میں بھی یہی رنگ نظر آئے گا۔

* بچے انتہائی خاموش اور سہمے سہمے رہتے ہیں بچپن کا وہ چلبلا پن جو بچوں کی فطرت ہے وہ ان میں مفقود ہو جاتا ہے۔
* بچے جب اپنے جذبات مجروح ہوتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کے اندر منفی احساسات پیدا ہو جائیں گے خود اعتمادی کے فقدان کے باعث وہ کسی بھی تعمیری کام میں حصہ لینے سے گھبراتے رہیں گے۔
* بچوں کی مثبت صلاحیتیں منفی رخ اختیار کر لیتی ہیں جس کے نتائج نہ صرف گھر کے اندر خرابی کا باعث بنتے ہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے بھی وبال جان بن جاتے ہیں۔

**تجاویز وسفارشات**

1. اساتذہ اور والدین کے لیے تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے تا کہ وہ سزا دینے کے اسلامی اصولوں کو سمجھ سکیں۔
2. تعلیمی اداروں میں بچوں کے نفسیاتی پہلوؤں کا خاص خیال رکھا جائے۔
3. شریعت کے طے شدہ اصولوں کے مطابق سزا صرف آخری حربے کے طور پر دی جائے۔
4. سزاؤں کے مضر اثرات کو کم کرنے کے لیے نرم رویہ اور مثبت تربیت کے طریقے اپنائے جائیں۔
5. حکومت تعلیمی پالیسی میں ایسے قوانین وضع کرے جو بچوں کی اصلاح اور ان کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

**خلاصہ بحث**

خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت والدین اور اساتذہ کی بنیادی ذمہ داری ہے، لیکن سزا دینے کے عمل میں اعتدال اور شریعت کے اصولوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ صرف سختی یا صرف نرمی پر انحصار اصلاح کے عمل کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ترغیب و ترہیب دونوں کا متوازن استعمال کریں تا کہ بچوں کی شخصیت اور رویے میں مثبت تبدیلی لائی جا سکے۔ اسلام بچوں کو سزا دینے کو ایک آخری اور محدود ذریعہ کے طور پر دیکھتا ہے، نہ کہ معمول کے عمل کے طور پر۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ اور والدین تربیت کے دوران محبت، حکمت اور نصیحت کے ذریعے بچوں کو صحیح راہ پر گامزن کریں، اور سزا کو صرف انتہائی ضروری حالات میں استعمال کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## *Bibliography* / کتابیات


* Sulaymān ibn al-Ash'ath, al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Fikr, 1980).
* Muḥammad ibn Yazīd, Abū ʿAbdullāh, al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1991).
* Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, *Musnad Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Beirut: Dār al-Fikr, 1995).
* Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Abū ʿĪsā, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1997).
* Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī, *Ṣahīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH).

* ʿAllāmah Muḥammad Amīn ibn ʿĀbidīn, Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001).
* Muḥammad ʿAlā' al-Dīn ibn al-Shaykh ʿAlī al-Ḥanafī, al-Ḥusqafī, *al-Durr al-Mukhtār ma'a al-Shāmī* (Beirut: Dār al-Fikr, 2002).
* Dr. Muṣṭafā al-Zarqā', *al-Mawsūʿah al-Fiqhīyah* (Kuwait: Dār al-Salām, 1994).
* Qur'ān al-Karīm, *Al-Tahrīm*, 66: 6.
* Sulaymān ibn Aḥmad ibn al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim, *Mu'jam al-Ṭabarānī* (Beirut: Dār al-Fikr, 2001).